سلسلہ رسائلِ درسِ سیرت، رسالہ نمبر:14

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک نکاح

مرتب: علامہ راشد علی عطاری مدنی

ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

درسِ سیرت کے رسائل کا چودھواں عنوان

مرتب

مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی

پیشکش: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

کتاب پڑھنے کی دُعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دُعا پڑھ لیجئے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دُعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(مُستطرَف، ج ۱، ص ۴۰، دار الفکر بیروت)

(اوّل آخر ایک بار دُرود شریف پڑھ لیجئے)

نام کتاب	:	رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک نکاح
مرتب	:	مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی
صفحات	:	61
اشاعت اوّل	:	ستمبر 2023 (ویب ایڈیشن)
پیشکش	:	ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح اور ان کی حکمتیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

نوٹ: یہ بیان کتاب "فیضان امہات المؤمنین" سے تیار کیا گیا۔

نکاح کیا ہے؟

نِکاح سنتِ انبیاء ہے۔ شیخ محقق حضرتِ سیّدُنا شیخ عبد الحق مُحَدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ سِوائے حضرتِ سیّدُنا عیسیٰ اور حضرتِ سیّدُنا یحییٰ عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے نِکاح فرمایا۔ (مدارج النبوۃ، قسم پنجم، باب دُوُم در ذکرِ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُنَّ، ۲/ ۴۶۲)

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کئی حکمتوں کے پیشِ نظر متعدد نکاح فرمائے۔

ازواجِ مطہرات کی تعداد

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے نکاح فرمائے اور ان خوش نصیب خواتین کی تعداد کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں

منسلک ہو کر اُمَّہَاتُ المؤمنین کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئیں...؟ اس سلسلے میں جن پر سب کا اتفاق ہے وہ گیارہ صحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ ہیں۔ ان میں سے چھ ۶ تو قبیلہ قریش کے اونچے گھرانوں کی چشم و چراغ تھیں، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱)... حضرت خدیجہ بنتِ خویلد

(۲)... حضرت عائشہ بنتِ ابو بکر صِدّیق

(۳)... حضرت حفصہ بنتِ عمر فاروق

(۴)... حضرتِ اُمِّ حبیبہ بنتِ ابو سفیان

(۵)... حضرت اُمِّ سلمہ بنتِ ابو امیہ

(۶)... حضرت سودہ بنت زمعہ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن

چار ۴ کا تعلق قبیلہ قریش سے نہیں تھا بلکہ عرب کے دوسرے قبائل سے تعلق رکھتی تھیں، وہ یہ ہیں:

(۱)... حضرت زینب بنتِ جحش

(۲)... حضرت میمونہ بنتِ حارث

(۳)... حضرت زینب بنتِ خزیمہ

(۴)... حضرت جُویریہ بنت حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُنَّ

اور ایک غیر عربیہ تھیں، بنی اسرائیل سے تعلق تھا۔ یہ حضرتِ صفیہ بنتِ حیی رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا قبیلہ بنی نضیر سے تھیں۔

ان گیارہ میں سے دو ۲ ازواجِ مطہرات حضرتِ خدیجہ بنتِ خویلد اور حضرتِ زینب بنت خزیمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا تو رسولِ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہِری میں ہی دارِ آخرت کو کوچ کر گئی تھیں جبکہ بقیہ نو۹ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُنَّ نے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد انتقال فرمایا۔ (المواھب اللدنیۃ، المقصد الثانی، الفصل الثالث فی ذکر ازواجه الخ، ۱/۴۰۱)

چار ۴ سے زیادہ عورتیں نکاح میں رکھنا

واضح رہے کہ حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے بھی انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو عام لوگوں کی نسبت زیادہ شادیوں کی اجازت دی گئی تھی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی اس باب میں وسعت وکشادگی عطا ہوئی، اللہ رَبُّ الْعِزّت قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۙ﴿۳۸﴾ (پ۲۲، الاحزاب: ۳۸)

ترجمۂ کنزالایمان: نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر فرمائی اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا کام مقرر تقدیر ہے۔

صدرُ الْاَفاضِل، بدرُ الْاَماثل حضرتِ علامہ مفتی سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: یعنی انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کو بابِ نکاح میں وسعتیں دی گئیں کہ دوسروں سے زیادہ عورتیں ان کے لیے حلال فرمائیں جیسا کہ حضرت داود عَلَیْہِ السَّلَام کی سو بیبیاں اور حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی تین سو بیبیاں تھیں۔ یہ ان کے خاص احکام ہیں ان کے سِوا دوسروں کو روا نہیں نہ کوئی اس پر معترض ہو سکتا ہے، اللہ تعالٰی اپنے بندوں میں جس کے لیے جو حکم فرمائے اس پر کسی کو اعتراض کی کیا مجال، اس میں یہود کا ردّ ہے جنہوں نے سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر چار ۴ سے زیادہ نکاح کرنے پر طعن کیا تھا اس میں

انہیں بتایا گیا کہ یہ حُضُور سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے خاص ہے جیسا کہ پہلے انبیاء (عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے لیے تعدادِ ازواج میں خاص احکام تھے۔

(خزائن العرفان، پ۲۲، الاحزاب، تحت الآیۃ:۳۸، ص۷۸۳)

نکاح کی حکمتیں

یادرکھنا چاہیے کہ سرکارِ عالی وقار، محبوب ربِّ غفّار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو متعدد نکاح فرمائے اور متعدد خواتین کو شرفِ زوجیت سے نوازا ان میں سیاسی و قومی اور دینی حوالے سے بہت ساری حکمتیں پائی جاتی تھیں، مَعَاذَ اللہ کوئی نکاح کسی نفسانی جذبے اور خواہش کی بنا پر ہرگز نہیں تھا۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حُضُورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیادہ تر جن عورتوں سے نکاح فرمایا، وہ کسی نہ کسی دینی مصلحت ہی کی بِنا پر ہوا، کچھ عورتوں کی بے کسی پر رحم فرماکر اور کچھ عورتوں کے خاندانی اعزاز و اکرام کو بچانے کے لئے، کچھ عورتوں سے اس بِنا پر نکاح فرمالیا کہ وہ رنج والم کے صدموں سے نڈھال تھیں، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخمی دلوں پر مرہم رکھنے کے لئے ان کو اعزاز بخش دیا کہ اپنی ازواج مطہرات میں ان کو شامل فرمالیا۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا اتنی عورتوں سے نکاح فرمانا ہرگز ہرگز اپنی خواہش نفسی کی بِنا پر نہیں تھا، اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بھی کنواری نہیں تھیں بلکہ سب عمر دراز اور بیوہ تھیں حالانکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خواہش فرماتے تو کونسی ایسی کنواری لڑکی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کرنے کی تمنانہ کرتی مگر دربارِ نبوت کا تو یہ معاملہ ہے کہ شہنشاہِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی قول فعل، کوئی اشارہ بھی ایسا نہیں ہوا جو دنیا اور دین کی بھلائی کے لئے نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کہا اور جو کیا سب دین ہی کے لئے کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کہا اور کیا وہی دین ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اکرم ہی مجسم دین ہے۔ (جنتی زیور، ص۴۰۸)

یہاں ان نکاحوں کی برکت سے حاصل ہونے والے کثیر در کثیر فوائد اور ان میں پائی جانے والی حکمتوں میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے:

احکامِ شریعت کی تبلیغ واشاعت:

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد نکاح فرمانے میں ایک بہت بڑی حکمت یہ تھی کہ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کے ذریعے خصوصاً خواتین کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے اور انہیں احکامِ شریعت سے روشناس کیا جائے کیونکہ اسلام دین کامل ہے، یہ زندگی کے ہر گوشے وشعبے میں اپنے ماننے والوں کی رہنمائی کرتا ہے اور انہیں زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھاتا ہے۔ اس تناظر میں بہت سے نسوانی پہلو ایسے بھی آتے ہیں جنہیں ہر کسی

کے سامنے کھول کر بیان کرنے میں حیامانع ہوتی ہے لیکن شرعی نقطۂ نظر سے ان کا جاننا ضروری بھی ہے تاکہ فرائض وواجبات، سنن ومستحبات کی بہتر طور پر بجا آوری ہو سکے۔ اُمّت کے ان مسائل سے آگاہ ہونے کا بہترین طریقہ یہ تھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم متعدد عورتوں سے نکاح فرما کر ان کی تعلیم وتربیت کریں اور یہ زیادہ سے زیادہ عورتوں کو اس علم سے بہرہ ور کریں، اس طرح تبلیغ دین کا یہ فریضہ جلد از جلد انجام پذیر ہو۔ اس حوالے سے اُمَّھَاتُ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کا کردار بہت اہم رہا ہے۔ دیگر صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شرعی احکام کا علم حاصل کرتیں اور پیش آمدہ مسائل کا حل دریافت کرتیں اور یہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھ کر انہیں بتادیتیں۔ حضرتِ سیّدُنا علامہ شہابُ الدِّین سیّد محمود آلوسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اسی حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”لِتَکَثُّرِہِ النِّسَاءَ حِکْمَۃٌ دِیْنِیَّۃٌ جَلِیْلَۃٌ اَیْضًا وَ ھِیَ نَشْرُ الْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ لَاتَکَادُ تُعَلَّمُ اِلَّا بِوَاسِطَتِھِنَّ حضورِ انور، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کثرتِ ازواج میں ایک عظیم دینی حکمت یہ بھی ہے کہ اس سے اُن احکامِ شرعیہ کو عام کیا جائے جو انہیں کے ذریعے سکھائے جاسکتے ہیں۔“

☆ غلط رسومات کا خاتمہ:

ایک حکمت یہ تھی کہ دورِ جاہلیت میں فروغ پائی ہوئی غلط رسومات کی کاٹ ہو اور انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ مثلاً جاہلیت کے دستور کے مطابق منہ بولے بیٹے کو بھی حقیقی اور اصلی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا اور اس کی مطلقہ (طلاق یافتہ) یا بیوہ سے نِکاح کو حرام سمجھا جاتا تھا۔ شاہِ خیر الانام ﷺ کے حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کو عقدِ زوجیت میں قبول فرمانے سے جاہلیت کے اس دستور کا خاتمہ ہو گیا کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرتِ زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے طلاق یافتہ تھیں اور حضرتِ زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے ﷺ نے کمالِ شفقت و مہربانی فرماتے ہوئے اپنا بیٹا فرمایا تھا۔ بہر حال اس تمام تر صورتِ حال سے امت پر یہ بات واضح ہو گئی کہ لے پالک اور منہ بولے بیٹے کے وہ احکام نہیں ہوتے جو حقیقی بیٹے کے ہوتے ہیں اور دورِ جاہلیت کی وہ مذموم رسم مٹ گئی۔ (1)

☆ مخلص و جانثار اصحاب کی حوصلہ افزائی:

بعض شادیوں کے ذریعے اپنے بعض مخلص و جانثار اصحاب کی حوصلہ افزائی اور ہمت بندھائی فرمائی اور انہیں ان کی خدمات کا صلہ عطا فرماتے

ہوئے شرفِ مُصَاہرت سے نوازا۔ جی ہاں! امتی کے لئے یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ کونین کے والی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اسے مُصَاہرت کا شرف حاصل ہو جائے

عاشق اکبر حضرت سیّدنا ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی جانثاری و وفا شعاری سے کون واقِف نہیں، جب لوگوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھٹلایا انہوں نے تصدیق کی اور راہِ اسلام میں اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی صاحبزادی حضرتِ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کو اپنی زوجیت میں قبول فرما کر انہیں اس عظیم شرف وفضیلت سے نوازا جس پر زمانہ رشک کرتا ہے۔ نیز حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح سے خواتین کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے اور انہیں احکامِ شریعت سے روشناس کرنے کا مقصد بھی بخوبی انجام پذیر ہوا کیونکہ علمی شان وشوکت میں آپ رضی اللہ عنہا کو سب ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ پر فوقیت حاصل ہوئی اور احکامِ شریعت کا بہت بڑا ذخیرہ اُمَّت تک آپ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے پہنچا۔

مشہور تابعی بزرگ اور عظیم مُحدِّث حضرت سیّدنا امام شہابُ الدِّین

زُہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "لَوْجُمِعَ عِلْمُ عَائِشَةَ اِلٰی عِلْمِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِلْمِ جَمِیْعِ النِّسَاءِ لَکَانَ عِلْمُ عَائِشَةَ اَفْضَلَ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کے مقابلے میں دیگر ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ اور تمام عورتوں کا علم جمع کر لیا جائے تب بھی حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کے علم کا پلہ بھاری نکلے گا۔"

(- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، کتاب النساء وکناھن، باب العین، ۴ / ۱۸۸۳۔)

☆ غلامی سے آزادی:

بعض نکاحوں سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس قبیلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرمایا اس قبیلے کے تمام افراد جو مسلمانوں کے پاس غلام تھے، آزاد کر دیئے گئے۔ اس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ جب قبیلہ بنی مصطلق کے لوگوں نے مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کی تیاریاں شروع کیں تو اتفاقاً مسلمانوں کو بھی اس کی خبر پہنچ گئی۔ پہلے تو اس خبر کی تصدیق کے لئے حضرتِ بُریدہ بن حُصَیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا گیا جب انہوں نے دیکھا کہ واقعی مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر تیار کیا جا رہا ہے تو آکر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنہ پرداز کفار کو ان کے ناپاک

عزائم سے روکنے کے لئے مسلمانوں کو ان سے جنگ کے لئے بلایا۔ شمع رسالت کے پروانے جان کی بازی لگانے کے لئے فوراً میدان میں اتر آئے۔ اللہ رَبُّ الْعِزّت نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ بہت سارا مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور بنی مصطلق کے سینکڑوں لوگ قیدی بنا لئے گئے۔ سردارِ قبیلہ کی بیٹی جس کا نام برہ تھا پھر پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تبدیل فرما کر جویریہ رکھا، اسلام لے آئی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے نکاح فرمالیا۔ جب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو اس نکاح کی خبر ہوئی تو ان شمع رسالت کے پروانوں کو یہ بات گوارا نہ ہوئی کہ جس قبیلے میں مصطفٰے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نکاح فرمائیں اس قبیلے کے لوگ ان کی غلامی میں رہیں چنانچہ انہوں نے قبیلے کے تمام لوگوں کو یہ کہہ کر آزاد کر دیا کہ یہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصہار (سسرالی رشتے دار) ہیں۔

ازواجِ مطہرات کی شان وعظمت

☆ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں بہت بلند مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ فرمانِ ربّانی ہے:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (پ۲۲، الاحزاب:۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اے نبی کی بیبیو تم اَور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

صَدْرُ الْاَ فاضِل حضرتِ علامہ مفتی سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: (یعنی) تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر، جہان کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں۔

(خزائن العرفان، پ۲۲، الاحزاب، تحت الآیۃ:۳۲، ص۷۸۰)

☆ حرمتِ نکاح اور ادب واحترام کے سلسلے میں انہیں تمام مؤمنین کی مائیں قرار دیا گیا ہے کہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کسی کو ان سے نکاح کرنا حلال نہیں اور ان کا ادب واحترام ماں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ (پ۲۱الاحزاب:۶)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

علامہ سیّد محمود آلوسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں (کہ ان کا مؤمنین کی مائیں ہونا دو۲ حکموں میں ہیں):

(۱)... نکاح کے حرام ہونے میں۔

(۲)... تعظیم کی حق دار ہونے میں۔

اس کے علاوہ دوسرے احکام مثلاً وراثت اور پردہ وغیرہ کے سلسلے میں ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا۔ نیز (شرعی احکام میں) ان کی بیٹیوں کو مؤمنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں کو مؤمنین کے ماموں نہ کہا جائے گا۔

(روح المعانی، پ۲۱، الاحزاب، تحت الآیۃ:۶، ۲۱ / ۲۰۲، ملتقطًا)

☆ اطاعت اور نیک اعمال پر ان کے لئے عام لوگوں کی نسبت دگنا ثواب ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَ مَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِۙ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِیْمًا (۳۱) (پ۲۲، الاحزاب:۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو تم میں فرماں بردار رہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا (دگنا) ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔

☆ ان کے لئے گناہوں کی نجاست سے آلودہ نہ ہونے کی بشارت ہے۔ اللہ رَبُّ العزت ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًاۚ (۳۳) (پ۲۲،

الاحزاب:۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔

مفسر شہیر، حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَنِی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس طرح کہ تم کو گناہوں اور بد اخلاقیوں کی نجاست میں آلودہ نہ ہونے دے۔ یہ مطلب نہیں کہ مَعَاذَ اللہ اب تک گناہ تھے اب پاکی عطا ہوئی۔ اس آیت سے دو ۲ مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور کی ازواج واولاد گناہوں سے پاک ہے۔ دوسرے یہ کہ ازواج یقیناً حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے اہل بیت ہیں کیونکہ یہ تمام آیات ازواجِ مطہرات (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ) سے ہی مخاطب ہیں۔

(نور العرفان، پ۲۲، الاحزاب، تحت الآیۃ:۳۳، ص۸۲۹، ملتقطاً)

☆ صحابۂ کرام وصحابیات رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سے بعض وہ حضرات جنہوں نے اسلام کو اس کے ابتدائی ایام میں قبول کیا اور سب سے پہلے حُضُورِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت ورسالت کی تصدیق کی، قرآنِ کریم نے انہیں " اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ " کے دل نشین خطاب سے نوازا۔ آیتِ مبارکہ ہے:

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (۱۰۰) (پ۱۱، التوبۃ:۱۰۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور سب میں اگلے پہلے مُہاجِر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو (پیروی کرنے والے) ہوئے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

صَدرُ الْاَفاضِل، بدرُ الْاَماثِل حضرت علامہ مفتی سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: (مُہاجرین میں اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ سے وہ ہیں) جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں یا اہل بدر یا اہل بیعتِ رضوان (اور انصار میں سے) اصحابِ بیعتِ عقبہ اُولیٰ جو چھ ۶ حضرات تھے اور اصحابِ بیعتِ عقبہ ثانیہ جو بارہ تھے اور اصحابِ بیعتِ عقبہ ثالثہ جو ستر اصحاب ہیں۔

(خزائن العرفان، پ۱۱، التوبہ، تحت الآیۃ:۱۰۰، ص۳۸۰)

اس اعتبار سے بعض اُمَّھاتُ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ بھی اس فضیلت میں داخِل ہیں یہاں صرف اُن کے اسمائے گرامی ذکر کئے جاتے ہیں جن کا

دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھنا معلوم ہے:

(۱)... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا

(۲)... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ عنہا

(۳)... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ بنتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

(۴)... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا زینب بنتِ خُزَیمہ رضی اللہ عنہا

(۵)... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا

(۶) ... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا

(۷) ... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

واضح رہے کہ یہ تمام اُمَّہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ ہجرتِ مدینہ سے سے پہلے ہی مُشَرَّف بہ اسلام ہو چکی تھیں جبکہ "تبدیلیٔ قبلہ ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد یعنی دو ۲ ہجری، ماہِ شعبان، منگل کے دن ہوئی۔ "

(تفسیر نعیمی، پ۱۱، التوبہ، تحت الآیۃ: ۱۰۰، ۱۱/ ۲۶)

حضرت خدیجہ

پہلی وحی کے بعد جب رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسلام کی دعوت دی اور ہر طرف سے ظلم و ستم کے طوفان کھڑے ہو گئے تو ایسے نازُک دَور میں جو

ہستیاں حق کی پُکار پر لبیک کہتی ہوئی سب سے پہلے آپ ﷺ کی دعوتِ حق کو قبول کرنے کی سعادت سے سرفراز ہوئیں اور "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اے ایمان والو!" کی پکار کی سب سے پہلے حق دار قرار پائیں، ان میں ایک نمایاں نام مجسمہ ٔ حُسنِ اخلاق، پاکیزہ سیرت وبلند کِردار، فہم وفراست اور عقل ودانش سے سرشار، جُود وسخا کی پیکر، صِدق ووفا کی خُوگر اُس عظیمُ القَدر ذات سُتُودَہ صِفات کا ہے جنہوں نے عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا، حضورِ انور ﷺ کی زوجیت سے جو سب سے پہلے مُشَرَّف ہوئیں، اللہ ربُّ الْعِزّت نے جنہیں جبریل امین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی وَساطت سے سلام بھیجا، جنہوں نے حبیبِ کِبرِیاء ﷺ کی صحبت بابرکت میں کم وبیش 25 سال رہنے کی سعادت حاصل کی، جنہوں نے شِعْبِ ابی طالِب میں رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ مَحْصُور رہ کر رفاقت، محبت اور وَارَفتگی کا مِثالی نمونہ پیش کیا، جنہوں نے اپنی ساری دولت حُضُورِ انور ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دی، جن کی قبر میں ہادیِ برحق ﷺ اترے اور اپنے دستِ اقدس سے انہیں قبر میں اُتارا، تاریخ میں جنہیں طاہِرہ و صِدّیقہ جیسے عظیم الشّان القاب سے یاد کیا جاتا ہے، یہ خاتونِ جنت حضرتِ

سیِّدَتُنافاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی والِدہ ماجِدہ، نوجوانانِ جنت کے سرداروں حضراتِ حَسَنَیْنِ کَرِیْمَیْن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی نانی جان، اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُناخدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا، سرورِ دوعالَم ﷺ کی بہت ہی محبوب زوجہ مطہرہ ہیں، آپ کی حَیات میں رسولُ اللہ ﷺ نے کسی اور سے نِکاح نہ فرمایا اور آپ کو جنت میں شور وغل سے پاک محل کی بشارت سنائی۔

قدم قدم حُضُورِ اقدس ﷺ کا ساتھ

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُناخدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ہر ہر قدم پر سیِّدُ الْمُرْسَلِیْن، رحمۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن ﷺ کا ساتھ دیا، آپ ﷺ کا حوصلہ بڑھایا اور ہمت بندھائی۔ اس سلسلے میں ابتدائے وحی کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہا کے اعلیٰ کِردار کی جھلک نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ حضرتِ سیِّدناعلّامہ محمد بن اسحاق مَدَنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ سیِّدِعالَم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب بھی کُفّار کی جانب سے اپنارڈ اور تکذیب وغیرہ کوئی ناپسندیدہ بات سن کر غمگین ہوجاتے اس کے بعد حضرتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے تواِن کے باعِث آپ ﷺ کی وہ رنج وغم کی کیفیت دُور

ہو جاتی۔ "

(السیرۃ النبویۃ لابن اسحاق، تحدید لیلۃ القدر، ۱/۱۸۶)

ایک انمول مَدَنی پھول

اس سے اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی عظیم شان کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے اُس دَور میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق کی اور ہر مشکل سے مشکل وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ دیا جب اسلام کے ماننے والوں کو طرح طرح کی مشکلات اور آزمائشوں کا سامنا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی حَیاتِ طَیِّبَہ کے اس دَرَخْشاں (روشن وچمک دار) پہلو سے ہمیں یہ مَدَنی پُھول چُننے کو ملتا ہے کہ خواہ کیسے ہی کٹھن حالات ہو، کیسی ہی مشکلات کا سامنا ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِطاعت و فرمانبرداری سے رُوگردانی ہرگز نہیں کرنی چاہئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لائے ہوئے پیارے دین "اِسلام" کی خاطِر مالی وجانی کسی قسم کی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

حضرتِ سیِّدَتُنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا قُریش کی ایک باہمت، بلند حوصلہ اور زِیْرَک (عَقْل مند) خاتون تھیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رضی اللہ عنہا کو بہت

بہترین اوصاف سے نوازا تھا جن کی بدولت آپ رضی اللہ عنہا جاہلیت کے دَور شر وفساد میں ہی طاہِرہ کے پاکیزہ لقب سے مشہور ہو چکی تھیں۔

مُتَفَرِّق فضائل و مَنَاقِب

اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقِب بے شمار ہیں۔ سرکارِ عالی وقار، محبوبِ ربِّ غفّار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آپ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی حتی کہ جب آپ کا وِصال ہو گیا تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے آپ کا ذکر فرماتے اور اپنی بلند و بالا شان کے باوجود آپ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کا اکرام فرماتے۔ روایت میں ہے کہ بارہا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں کوئی شے پیش کی جاتی تو فرماتے: اسے فلاں عورت کے پاس لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ کی سہیلی تھی، اسے فلاں عورت کے گھر لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ سے محبت کرتی تھی۔

(الادب المفرد، باب قول المعروف، ص۷۸، الحدیث: ۲۳۲.)

دنیا میں جنتی پھل سے لطف اندوز

آپ رضی اللہ عنہا کو دنیا میں رہتے ہوئے جنتی پھل سے لطف اندوز ہونے کا شرف بھی حاصل ہے چنانچہ اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ عنہا

فرماتی ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنّتی انگور کِھلائے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، باب المیم، من اسمہ محمد، ۴ / ۳۱۵، الحدیث:۶۰۹۸)

اِزدِواج میں منسلک ہونے کے بعد تاحیات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُعاملات میں آپ کی مدد ومُعَاوِن رہیں اور ہر قسم کی پریشانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غم گساری کرتی رہیں بالآخر نبوت کے دسویں سال، دس رَمَضَانُ الْمُبَارَک کو آپ رضی اللہ عنہا نے داعِیِ اَجَل کو لبیک کہا اور اپنے آخِرت کے سفر کا آغاز فرمایا۔ بوقتِ وفات آپ کی عمرِ مُبارَک 65 برس تھی۔

(امتاع الاسماع، فصل فی ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ام المؤمنین خدیجۃ بنت خویلد، ۶ / ۲۸)

نمازِ جنازہ

جس وَقْت آپ رضی اللہ عنہا کا وِصال ہوا اس وقت تک نمازِ جنازہ کا حکم نہیں آیا تھا اس لئے آپ پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی گئی۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن ایک سوال کے جواب میں

تحریر فرماتے ہیں: "فِی الْوَاقِع (دَرْ حقیقت) کُتُبِ سِیَر (سیرت کی کتابوں) میں عُلَماء نے یہی لکھا ہے کہ اُمُّ المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے جنازۂ مُبارَکہ کی نماز نہ ہوئی کہ اس وقت یہ نماز ہوئی ہی نہ تھی۔ اس کے بعد اس کا حکم ہوا ہے۔ "

(فتاویٰ رضویہ، ۹/ ۳۶۹.)

حُضُور رحمتِ عالَم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بہ نفسِ نفیس آپ رضی اللہ عنہا کی قبر میں اترے(2) اور اپنے مقدس ہاتھوں سے دفن فرمایا۔

سِوائے حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے کہ وہ حضرتِ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تمام اَوْلادِ اَطہار اِنہیں سے ہوئی

حضرت سَوْدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ جنہوں نے اِسلام کو اس کے ابتدائی ایّام میں قبول کیا اور سب سے پہلے حُضُور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوت ورِسالت کی گواہی دی، اِن میں سے جلیل القدر صَحابیِ رسول حضرتِ سیِّدنا سُہَیْل بن عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بھائی حضرتِ سیِّدنا سَکْران بن عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور آپ کی زَوجہ

حضرتِ سیِّدَتُنا سَوْدَہ بنتِ زَمعَہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

حضرتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد...

ان دنوں اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ان سے کچھ روز پہلے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا ابو طالِب کے وفات پا جانے کی وجہ سے حُضُورِ اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہت زِیادہ مغموم اور رنجیدہ خاطِر تھے کیونکہ حضرتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا، سیِّدُ الاَنبیا، محبوبِ کِبْرِیا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بہت ہی محبوب زوجہ مطہرہ، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت ورِسالت پر عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والی، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مُونِس و غم خوار اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بچوں کی والِدہ تھیں اور ابو طالِب بھی ہر مشکل گھڑی میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدد کرتے تھے، چنانچہ تین ۳ یا پانچ ۵ روز کے فاصلے سے یکے بعد دیگرے ان دونوں کا انتقال کر جانا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے بڑا دل دَوز سانحہ تھا اور اسی باعث آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سال کو غم واَلَم کا سال قرار دیا چنانچہ روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے عَامُ الْحُزْن کا نام دیا۔

(المواھب اللدنیۃ، المقصد الاول، ھجرتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۱/۱۳۵)

جس کا مطلب ہے: غم و پریشانی کا سال۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کے قلبِ اقدس میں حضرتِ سیِّدَتُنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی جو قدر و مَنزِلَت تھی صحابۂ کِرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اسے جانتے تھے اس لئے وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اَفسُردَگی کی وجہ سے بھی بخوبی واقِف تھے، چنانچہ

حُضُورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نِکاح کی پیشکش

ایک دن جلیل القدر صحابیِ رسول حضرتِ سیِّدنا عثمان بن مظعون رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زَوجۂ محترمہ حضرتِ سیِّدَتُنا خولہ بنتِ حکیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بارگاہِ رِسالت مآب عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں حاضِر ہو کر عرض گزار ہوئیں: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرا خیال ہے کہ حضرتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تنہائی نے آلیا ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ میرے بچوں کی ماں اور گھر کی نگہبان تھی۔

(الطبقات الکبریٰ، تسمیۃ النساء المسلمات الخ، ذکر ازواج الخ، ۸/ ۴۵.)

حضرتِ سیِّدَتُنا خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شادی کیوں نہیں فرمالیتے؟ استفسار فرمایا: کس سے؟ عرض کیا: اگر چاہیں تو باکِرہ (کنواری) سے اور اگر چاہیں تو ثَیِّبَہ (یعنی طلاق یافتہ یا بیوہ) سے۔ فرمایا: باکِرہ کون ہے؟ عرض کیا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کے سب سے زیادہ محبوب شخص کی شہزادی عائشہ بنتِ ابو بکر صِدِّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔ پھر فرمایا: ثَیِّبَہ کون ہے؟ عرض کیا: سَودہ بنتِ زَمعَہ رضی اللہ عنہا، وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائی ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین کی پیروی کرتی ہیں۔ اس پر حُضُورِ اقدس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اِرشاد فرمایا: جاؤ! دونوں کو میری طرف سے نِکاح کا پیغام دے دو۔

حضرتِ سَودہ کو نِکاح کا پیغام

سرکارِ عالی وقار، محبوبِ ربِّ غفّار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے اِجازت پاکر حضرتِ سیِّدَتُنا خَولہ بنتِ حکیم رضی اللہ عنہا، حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئیں، اِن کے والِدَین سے اس سلسلے میں بات چیت کی پھر حضرتِ سیِّدَتُنا سَودہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر کہا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے تمہیں کیا خوب خیر وبرکت عطا فرمائی ہے۔ حضرتِ سَودہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: وہ کیا؟ کہا: مجھے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں حُضُورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے نِکاح کا پیغام دوں۔ حضرتِ سَودہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں چاہتی ہوں کہ تم میرے والِد کے پاس جاکر اُنہیں یہ بات بتاؤ۔

حضرتِ سَودہ رضی اللہ عنہا کے والِد کو معلوم ہوا تو وہ فوری راضی ہوگئے اور اپنی بیٹی سے بھی رضامندی معلوم کی۔

حُضُورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ نِکاح

حضرتِ سَودہ رضی اللہ عنہا کی رائے معلوم کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کے والِد زَمعہ بن قیس کہنے لگے: اِنہیں (یعنی رسولِ خُدا، احمدِ مجتبیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو) میرے پاس بُلا لائیے۔ جب سَیِّدُ الثَّقَلَیْن، نَبِیُّ الْحَرَمَیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے تو انہوں نے حضرتِ سَودہ رضی اللہ عنہا کا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نِکاح کردیا۔ (1) اور اس طرح آپ رضی اللہ عنہا، رسولِ خدا، احمدِ مجتبیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجیت میں آکر اُمَّہَاتُ المؤمنین کی فہرست میں شامِل ہو گئیں۔ اعلانِ نبوت کے 10ویں سال، شوال المکرم کے مہینے میں حُضُور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رضی اللہ عنہا سے نِکاح فرمایا۔ (2)

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پسندیدہ شخصیت

اپنے اعلیٰ اوصاف اور حُسنِ اخلاق کی بدولت آپ رضی اللہ عنہا، اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کی پسندیدہ شخصیت بن چکی تھیں حتی کہ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا بعض اوقات یہاں تک فرماتیں: "مَا رَاَیْتُ امْرَاَۃً اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ فِیْ مِسْلَاخِھَا مِنْ سَوْدَۃَ بِنْتِ زَمْعَۃَ میں نے ایسی کوئی عورت نہیں دیکھی جس کے طریقے پر ہونا مجھے سودہ بنتِ

زمعہ کے طریقے پر ہونے سے زِیادہ محبوب ہو۔ "

(صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب جواز ھبتھا..الخ، ص ۵۵۲، الحدیث:۱۴۶۳.)

رسولِ کریم، رءُوْفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رشتہ ٔاِزْدِواج میں مُنْسَلِک ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا تاحَیات سرورِعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گزاری میں کوشاں رہیں، ہر ممکن طریقے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل جُوئی میں مصروف رہیں حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اقدس میں خوشی داخِل کرنے کے لئے اپنی باری کا دن بھی اُمُّ المؤمنین، زوجہ ٔ سیِّد المرسلین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا۔ بالآخر زمانہ ٔسلطنت حضرتِ امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ میں شوال المکرم 54ھ کو آپ رضی اللہ عنہا نے پیکِ اَجَل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے آخرت کے سفر کا آغاز فرمایا۔

(الطبقات الکبریٰ، ذکر ازواج الخ،۴۱۲۷-سودۃ بنت زمعۃ،۸/۴۶.)

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نِکاح کا پیغام

سرکارِ عالی وقار، محبوبِ ربِّ غفّار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اِجازت پاکر حضرت سیِّدَتُنا خولہ بنتِ حکیم رضی اللہ عنہا، حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ عنہا

کے ہاں تشریف لے گئیں اور آپ رضی اللہ عنہا کی والِدہ ماجِدہ حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ رُوْمان رضی اللہ عنہا سے کہا: اے اُمِّ رُوْمان! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم لوگوں کو کیا خوب خیر وبرکت عطا فرمائی ہے...!! حضرتِ اُمِّ رُوْمان رضی اللہ عنہا نے پوچھا: وہ کیا؟ کہا: مجھے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھیجا ہے تاکہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے نِکاح کا پیغام دوں۔ حضرتِ اُمِّ رُوْمان رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ، حضرت ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے آنے کا انتظار کیجئے۔ جب حضرت سیِّدُنا صِدِّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لائے تو صورتِ حال معلوم ہونے کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: کیا عائشہ کا حُضُورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے نِکاح ہو سکتا ہے کیونکہ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بھائی کی بیٹی (یعنی بھتیجی) ہے؟ حضرتِ سیِّدَتُنا خولہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ رسالت مآب عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں حاضِر ہو کر حضرتِ صِدِّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یہ سوال عرض کیا تو مکی مَدَنی سلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ابو بکر کے پاس لوٹ جاؤ اور اس سے کہو کہ میں تمہارا بھائی اور تم میرے بھائی اسلامی رشتے کے اعتبار سے ہو لہٰذا تمہاری بیٹی کا نِکاح مجھ سے ہو سکتا ہے۔ حضرت سیِّدَتُنا خولہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بتایا اور پھر اُنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا کا حُضُورِ اکرم، نورِ مجسم ﷺ کے ساتھ نِکاح کر دیا۔

(مسند احمد، حدیث السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا، ۱۰ / ۸۵م،

الحدیث:۲۶۵۱۷، ملتقطًا)

اور اس طرح حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ عنہا ، رسولِ خدا، احمدِ مجتبیٰ ﷺ کی زوجیت میں آکر اُمَّہاتُ المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کی فَہرِسْت میں شامِل ہو گئیں۔ حضرتِ سیِّدَتُنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے چند ہفتوں بعد، شوال المکرم کے مہینے میں حُضُور سیِّدِ عالَم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا سے نِکاح فرمایا تھا لیکن اِس وَقْت رخصتی عمل میں نہیں آئی بلکہ رخصتی بعد میں ہوئی۔

(سیرتِ سیِّد الانبیا، حصّہ اوّل، ۱۰ بعثتِ نبوی، ص ۱۲۰.)

علمی شان و شوکت

کاشانۂ اقدس میں آنے کے بعد دن رات سرکارِ اقدس ﷺ کے دیدار شریف اور آپ ﷺ کی صحبتِ بابَرَکت سے فیض یاب ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے چشمہ عِلْم سے بھی خوب سیراب ہوئیں اور اس بحرِ محیط سے عِلْم کے بیش بہا موتی چُن کر آسمانِ عِلْم و معرفت کی اُن بلندیوں

کو پہنچ گئیں جہاں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم، آپ رضی اللہ عنہا کے شاگردوں کی فہرِسْت میں نظر آنے لگے۔ صحابۂ کِرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کو جب بھی کوئی گھمبیر اور ناحَل مسئلہ آن پڑتا تو اس کے حَل کے لئے آپ رضی اللہ عنہا کی طرف رُجُوع لاتے، چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں: ہم اصحابِ رسول کو کسی بات میں اِشْکال ہوتا تو اُمُّ المؤمنین حضرتِ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں سوال کرتے اور آپ رضی اللہ عنہا سے ہی اس بات کا عِلْم پاتے۔

(سنن الترمذی، ابواب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب فضل عائشة رضی اللہ عنہا، ص ۸۷۳، الحدیث: ۳۸۸۲)

سفرِ آخرت

دنیائے اسلام کو اپنے عِلْم وعِرفان کے انوار سے جگمگاتے ہوئے باختلافِ اقوال 17 رمضان المبارک منگل کی رات 58ھ کو آپ رضی اللہ عنہا نے اس فانی دنیا سے کوچ فرمایا، عظیم مُحدِّث، جلیل القدر صحابیِ رسول حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور حسبِ وصیت رات کے وَقْت جَنَّۃُ الْبَقِیْع میں آپ رضی اللہ عنہا کو سپردِ خاک کیا

گیا، بوقتِ وفات آپ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف 67 سال تھی۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، المقصد الثانی، الفصل الثالث، عائشۃ ام المؤمنین، ۴/۳۹۲.)

حضرت حَفْصَہ

بدر کے شہ سواروں میں سے ایک حضرتِ سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے شوہر نامدار حضرت سیِّدنا خُنَیْس بن حُذَافہ سَہْمِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی تھے، واقعہ بدر کے بعد مدینہ شریف میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رِحلَت فرما گئے

(ارشاد الساری، کتاب المغازی، باب (۱۲ / ۱۲)، ۷ / ۱۸۰، تحت الحدیث:۴۰۰۵.)

جبکہ ایک رِوایَت کے مُطابِق آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس کے بعد غزوۂ اُحُد میں بھی شریک ہوئے اور زخمی ہوئے، پھر انہیں زخموں کی وجہ سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا انتقال ہو گیا۔

(ارشاد الساری، کتاب المغازی، باب (۱۲ / ۱۲)، ۷ / ۱۸۰، تحت الحدیث:۴۰۰۵.)

حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی فکرمندی

حضرتِ خُنیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی رِحْلَت کے بعد حضرتِ سیّدنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنی شہزادی حضرتِ حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی دوسری شادی کے لئے فکرمند ہوئے اور حضرت صِدّیق اکبر اور حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو اِن سے نِکاح کی پیشکش بھی کی، چنانچہ خود فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ عثمان بن عفّان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس آکر انہیں حفصہ سے نِکاح کی پیشکش کی۔ انہوں نے جواب دیا: میں اپنے معاملے میں غور کروں گا۔ میں چند رَوز انتظار کرتا رہا پھر ایک رَوز ان سے میری ملاقات ہوئی تو کہنے لگے: مجھ پر ابھی یہی واضح ہوا ہے کہ فِی الْحَال نِکاح نہ کروں۔ حضرتِ عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: پھر حضرتِ ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے میری ملاقات ہوئی، میں نے ان سے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ سے آپ کی شادی کر دوں؟ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب عرض الانسان ابنته الخ، ص۱۳۱۹، الحدیث:۵۱۲۲)

رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حوصلہ افزائی

دونوں طرف سے رضامندی نہ پائی جانے کی وجہ سے حضرتِ سیّدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رنجیدہ خاطِر ہوگئے اور بارگاہِ رسالت مآب عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں حاضِر ہو کر اس کا ذکر کیا۔ رسولِ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں تسلّی دیتے ہوئے اور حوصلہ بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: "یَتَزَوَّجُ حَفْصَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْ عُثْمَانَ وَيَتَزَوَّجُ عُثْمَانُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْ حَفْصَةَ حفصہ سے وہ شادی کرے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان اُس سے شادی کرے گا جو حفصہ سے بہتر ہے۔"

(الاصابۃ، کتاب النساء، حرف الحاء المهملة، القسم الاول، حفصة بنت عمر، ۸/ ۹۴)

حُضُورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے نِکاح

اس واقِعے کو گزرے ابھی چند روز ہی ہوئے تھے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی طرف نِکاح کا پیغام دیا اور حضرتِ عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ان کا نِکاح کر دیا۔ نِکاح کے بعد جب حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ملاقات

حضرت ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہوئی تو حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا: جب آپ نے مجھ سے حفصہ کی بات کی تھی اور میں نے کوئی جواب نہ دیا تھا اس پر شاید آپ کو مجھ پر غصہ آیا ہو؟ درحقیقت میں یہ بات جانتا تھا کہ شہنشاہِ ابرار، محبوبِ ربِّ غفّار صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ذکر فرمایا ہے اور میں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا راز بھی ظاہِر نہیں کر سکتا تھا۔ اگر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِن سے نِکاح نہ فرماتے تو میں ضرور قبول کر لیتا۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب عرض الانسان ابنتہ الخ، ص۱۳۱۹، الحدیث:۵۱۲۲، ملتقطًا.)

سفرِ آخرت

دنیا کو اپنے علمی فیضان سے فیض یاب کرتے ہوئے بالآخر شعبان المعظم 45ھ کو مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں آپ رضی اللہ عنھا نے انتقال فرمایا۔ اس وقت حضرتِ سیِّدُنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حکومت کا زمانہ تھا اور مَروان بن حکم مدینہ کا حاکم تھا، اسی نے اِن کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور کچھ دُور تک ان کے جنازہ کو بھی اُٹھایا پھر حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

عَنْہُ قبر تک جنازہ کو کاندھا دیئے چلتے رہے۔ ان کے دو ۲ بھائیوں حضرتِ سیّدُنا عبد اللہ بن عمر اور حضرتِ سیّدُنا عاصم بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور ان کے تین ۳ بھتیجوں حضرتِ سیّدُنا سالم بن عبداللہ، حضرتِ سیّدُنا عبد اللہ بن عبد اللہ اور حضرتِ سیّدُنا حمزہ بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے انہیں قبر میں اتارا اور یہ جنّت البقیع میں دوسری ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالٰی عَنْہُنَّ کے پہلو میں مدفون ہوئیں۔ بوقتِ وفات ان کی عمر 60 یا 63 برس تھی۔

(سیرت مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، انیسواں باب، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، ص ۶۶۴، بتغیر قلیل.)

حضرت زَیْنَب بنتِ خُزَیْمَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

سیّدِ عالَم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجیت میں آکر کاشانۂ نبوی عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں داخِل ہونے سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا صحیح تر قول کے مُطابِق حضرتِ سیّدُنا عبد اللہ بن جحش رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ رشتۂ اِزْدِواج میں منسلک تھیں۔ ہجرت کے تیسرے سال مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے تقریباً تین ۳ میل کے فاصلے پر واقع اُحُد کے میدان میں مسلمانوں اور کفّار کے درمیان جو عظیم معرکہ بپا ہوا حضرتِ سیّدُنا عبد اللہ

بن جحش رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ نے بھی پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہم راہی میں سفر کرکے حق و باطِل کے اس عظیم معرکے میں شرکت کی سعادت حاصِل کی اور کفر کی گردنیں کاٹ کر عَلَمِ اسلام کو بلند فرماتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

المواهب اللدنية، المقصد الثاني، الفصل الثالث في ذكر ازواجه الطاهرات الخ، ١ / ٤١٠، ملتقطًا.

والمستدرك للحاكم، كتاب معرفة الصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم، ذكر ام المؤمنين زينب بنت خزيمة العامرية رضى الله تعالىٰ عنها، ٥ / ٤٣، الحديث: ٦٨٨٣، مختصرًا.

کاشانۂ نبوی میں...

حضرتِ سیِّدنا عبد اللہ بن جحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت کے بعد حضرتِ سیِّدَتُنا زینب بنتِ خُزَیْمہ رضی اللہ عنہا کا نِکاح تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت ووِلایَت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہوا۔ مروی ہے کہ جب سرکارِ رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں نِکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے اپنا مُعَامَلہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سپرد کر دیا پھر حُضُورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رضی اللہ عنہا سے نِکاح فرمالیا اور ساڑھے 12 اُوْقِیَہ مہر نِکاح مقرر فرمایا۔

(الطبقات الکبریٰ، ذکر ازواج رسول اللہ رضی اللہ عنہن، ۱۳۳/۴- زینب بنت

خزیمۃ رضی اللہ عنہا، ۸/ ۹۱)

سَفَرِ آخِرَت

رسولِ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمی ورُوحانی فیضان سے فیض یاب ہوتے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کے شربت سے اپنی آنکھوں کو سیراب کرتے ہوئے سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آنے کے آٹھ ۸ ماہ بعد ربیع الآخر چار ۴ ہجری میں 30 برس کی عمر پاکر آپ رضی اللہ عنہا نے سفر آخرت کا آغاز فرمایا۔ ایک قول یہ ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آنے کے بعد صرف دو ۲ یا تین ۳ ماہ حیات رہیں۔ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور جَنَّتُ الْبَقِیْع میں دَفْن فرمایا۔

(شرح الزرقانی علی المواهب، المقصد الثانی، الفصل الثالث، زینب ام المساکین الخ، ۴/ ۴۱۸، بتغیر قلیل.)

حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا

رسولِ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِجازت پاکر اعلانِ نبوت کے پانچویں سال، رَجَبُ المرجَّب کے مہینے میں 11 مرد اور 4 عورتوں نے جانبِ حبشہ ہجرت کی۔

(المواھب اللدنیۃ، المقصد الاول، ھجرتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۱/۱۲۵.)

ان مُہاجِرین حبشہ کی صف میں حضرتِ سیّدَتُنا اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور آپ کے شوہر نامدار حضرتِ سیّدنا ابو سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی شریک تھے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، المقصد الاول، الھجرۃ الاولی الی الحبشۃ، ۱/۵۰۴.)

سیّدِنا ابو سلمہ کا لشکر

محرم الحرام چار ۴ ہجری میں ناگہاں مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں یہ خبر پہنچی کہ سلمہ بن خویلد اور طلحہ بن خویلد مدینہ منورہ پر چڑھائی کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ جس پر شاہِ خیر الانام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی پسپائی کے لئے حضرت ابو سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سرکردگی میں 150 مُہاجِرین و انصار کو روانہ فرمایا لیکن جب انہیں مسلمانوں کے اس لشکر کی خبر ہوئی جو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا تھا تو بہت سے اونٹ اور بکریاں چھوڑ کر بھاگ گئے جنہیں مسلمان مجاہدین نے مالِ غنیمت بنالیا اور لڑائی کی نوبت ہی نہیں آئی۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، المقصد الاول، کتاب المغازی، سریۃ ابی سلمۃ الخ، ۲ / ۴۷۲، ملخصًا.

سیرتِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، نواں باب، سریہ ابو سلمہ، ص۲۸۸، بتغیر قلیل.)

سیِّدنا ابو سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا انتقال

وہ زخم جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اُحُد کے میدان میں کفار کو نیست و نابود کرتے ہوئے پہنچا تھا اگرچہ مُندَمِل ہو چکا تھا لیکن اس سفر سے واپسی پر وہ پھر ہَرا ہو گیا جس کی وجہ سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک بار پھر بستر علالت پر دراز ہو گئے۔ اس بار جاں بر نہ ہو سکے اور کچھ عرصہ اسی طرح گزار کر آٹھ ۸ جمادی الاخریٰ چار ۴ ہجری میں دارِ فنا (دنیا) سے دارِ بقا (آخرت) کی طرف کوچ فرمایا۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، المقصد الثانی، الفصل الثالث فی ذکر ازوجه الخ، ۴/۳۹۸)

نکاح کی تاریخ اور رہائش گاہ

چار ۴ ہجری ماہِ شَوَّالُ المکرم کے ختم ہونے میں دس روز باقی تھے تب آپ رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوئی اور یہ مہینہ ختم ہونے سے چند شب پہلے پیارے و کریم آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا۔

(الطبقات الکبریٰ، ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۴۱۳۰-ام سلمة الخ، ۸/69)

اور اس مبارک حجرے میں ٹھہرایا جہاں پہلے حضرتِ زینب بنتِ

خُزَیمہ رضی اللہ عنہا رہائش پذیر تھیں کیونکہ اس وقت ان کا انتقال ہو چکا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ، ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۴۱۳۰-ام سلمۃ الخ، ۸/ 73)

حق مہر

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، دوعالَم کے مالِک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو دو ۲ چکیاں، دو ۲ مٹی کے گھڑے اور کھجور کی چھال سے بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ بطورِ حق مہر عطا فرمایا۔

(الطبقات الکبریٰ، ذکر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۴۱۳۰-ام سلمۃ الخ، ۸/ ۷۱.)

حضرتِ سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے سامان کے عوض حضرتِ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جس کی قیمت دس درہم بنتی تھی۔

(مسند ابی یعلی، مسند ثابت البنانی عن انس، ۳ / ۱۲۹، الحدیث:۳۳۸۵.)

سفر آخِرت

سرکارِ والا تبار، مکے مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے ظاہِری پردہ

فرمانے کے بعد ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ میں سب سے پہلے حضرتِ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا اور سب سے آخر میں حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے۔ امام شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن احمد ذہبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اُمَّہَاتُ المؤمنین میں سب سے آخر میں انتقال فرمانے والی آپ ہی ہیں۔ آپ نے بہت عمر پائی حتی کہ سَیِّدُ الشُّھَدَاء حضرت سیِّدنا امام حسین بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی شہادت کا زمانہ پایا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت کی وجہ سے اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا پر غشی طاری ہو گئی، بہت زیادہ رنجیدہ خاطر ہوئیں اور پھر بہت کم عرصہ حیات رہنے کے بعد انتقال فرما گئیں۔

(سیر اعلام النبلاء، ۲۰-ام سلمۃ ام المؤمنین، ۲/ ۲۰۲)

تاریخِ وِصال

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے سالِ وفات میں بہت اِختِلاف ہے، شارحِ بخاری حضرتِ علامہ احمد بن محمد قسطلانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے 59 ہجری کو انتقال فرمایا اور ایک قول یہ ہے کہ 62 ہجری کو انتقال فرمایا جبکہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

(المواھب اللدنیۃ، المقصد الثانی، الفصل الثالث، ۱/ ۴۰۸.)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو دفن کیا گیا۔ بوقتِ وفات آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک 84 برس تھی۔

المواھب اللدنیۃ، المقصد الثانی، الفصل الثالث، ۱/ ۴۰۸.

حضرت زینب بنتِ جحش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کے بعد حضرتِ سیّدَتُنا زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا نے اِسلام کے آنگن میں اپنے مسلمان افرادِ خانہ کے ساتھ ایک نئی زندگی کی شروعات کی، ایک ایسی زندگی جو کفر کی تاریکیوں سے دُور ہو کر اسلام کی روشنی میں آچکی تھی، ضلالت و گمراہی کی پگڈنڈیوں میں بھٹکنے سے جو رہائی پا چکی تھی، گناہوں کی سیاہی جس سے دُھل چکی تھی اور وہ نیکیوں کے نور سے منور و تاباں ہو چکی تھی۔

حضرتِ سیّدَتُنا زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں، آپ نے اپنے بھائی حضرتِ سیّدنا عبد اللہ بن جحش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور دیگر افرادِ خانہ کی ہمراہی میں ہجرت کی۔

(اسد الغابۃ، باب العین والباء، ۲۸۵۸-عبد اللہ بن جحش، ۳/ ۱۹۵، بتغیر

قلیل.)

ہجرتِ حبشہ کے کچھ عرصے بعد جب سرکارِ دوعالَم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا بھی سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں مدینہ شریف ہجرت کر آئیں۔

(سیرتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، چوتھا باب، ص ۱۱۲.)

پہلا نکاح اور طلاق

آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرتِ سیِّدُنا زید بن حارِثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ ہوا۔ حضرتِ سیِّدَتُنا زینب بنتِ جحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ایک سال یا کچھ زیادہ عرصہ حضرتِ سیِّدُنا زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی زَوْجیّت میں رہیں، پھر آپس میں ناسازگاری پیدا ہوگئی اور بالآخر طلاق ہوگئی۔

تفسیر البغوی، سورۃ الاحزاب، تحت الآیۃ:۳۶، ۳/ ۵۶۵.

حضور سے نکاح

حضرتِ سیِّدُنا زید بن حارِثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے طلاق دینے کے بعد جب حضرتِ سیِّدَتُنا زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوچکی تو سیِّدِ عالَم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف نِکاح کا پیغام بھیجا۔ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغامِ نِکاح

سن کر حضرتِ سیِّدَتُنا زینب رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے مشورہ کئے بغیر کچھ نہیں کر سکتی پھر آپ رضی اللہ عنہا اپنے نماز پڑھنے کی جگہ تشریف لائیں اور سجدے میں سر رکھ کر بارگاہِ رَبُّ الْعِزّت میں عرض گُزار ہوئیں: "اے پاک پَروَرْدِگار عَزَّوَجَلَّ! تیرے پاک پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے نِکاح کا پیغام دیا ہے اگر میں تیرے نزدیک ان کی زَوْجیّت میں داخِل ہونے کے لائق ہوں تو اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تُو اِن کے ساتھ میرا نِکاح فرمادے۔" دُعا قبول ہوئی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیت نازِل فرمائی:

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا (پ۲۲، الاحزاب:۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نِکاح میں دے دی۔

انتقالِ پُر ملال

رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پردۂ ظاہِری فرمانے کے تقریباً 10 سال بعد 20ھ کو زمانۂ خلافتِ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ میں آپ رضی اللہ عنہا نے پیکِ اجل کو لبیک کہا اور اس دارِ ناپائیدار سے رخصت ہو کر اپنے آخرت کے سفر کا آغاز فرمایا۔ انتقال سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا نے چند وصیتیں کیں، فرمایا: میں نے اپنا کفن تیار کر رکھا ہے، ہو سکتا ہے کہ حضرتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی کفن بھیجیں اگر وہ بھیجیں تو کسی ایک کو صدقہ کر دینا اور مجھے قبر میں اتارنے

کے بعد اگر میرا پٹکا بھی صدقہ کر سکو تو کر دینا۔ مزید فرمایا کہ مجھے رسولِ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چارپائی پر اٹھایا جائے اور اس پر نَعْش (2) بنائی جائے۔ جب آپ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خزانے میں سے کفن کے لئے کپڑے بھیجے انہیں میں آپ رضی اللہ عنہا کو کفن دیا گیا اور جو کفن آپ رضی اللہ عنہا نے خود تیار کر رکھا تھا آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرتِ سیّدَتُنا حمنہ رضی اللہ عنہا نے حسبِ وصیت اسے صدقہ کر دیا۔

الطبقات الکبری، ذکر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۴۱۳۲-زینب بنت جحش، ۸ / ۸۰.

حضرتِ سیّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور چار ۴ تکبیریں کہیں

حضرت جُوَیْرِیہ

غزوہ بنی مصطلق میں کفار کے دس افراد ہلاک ہوئے اور بقیہ سب عورتیں، مرد اور بچے جن کی تعداد 700 یا اس سے زیادہ تھی، قیدی بنا لئے گئے، ان کے جانور ہانک لائے گئے جو دو ۲ ہزار اونٹ اور پانچ ۵ ہزار بکریاں تھیں۔ رسولِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلام حضرتِ شُقْرَان

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ان پر نگران مُقَرَّر فرمایا۔ قیدیوں میں قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارِث بن ضِرَار کی بیٹی بھی تھی۔ رسولِ محتشم، تاجدارِ عرب و عجم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم سے قیدیوں کے ہاتھ پیچھے کر کے باندھ دیئے گئے اور حضرتِ بُرَیْدَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان پر نگران مُقَرَّر فرمایا، بعد میں انہیں تقسیم کر دیا گیا۔

قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارِث بن ضِرَار کی بیٹی بَرّہ بنتِ حارِث تقسیم غنیمت میں حضرتِ سیِّدُنا ثابِت بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ان کے ایک چچازاد بھائی کے حصّے میں آئیں، حضرتِ سیِّدُنا ثابِت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان کے حصّے کے بدلے مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کے اپنے کھجوروں کے دَرَخْت انہیں دے دیئے اور پھر نو ۹ اُوْقِیَہ سونے پر انہیں مُکَاتَبہ (1) کر دیا۔

اس قدر کثیر مال ادا کرنا ان کی بِسَاط سے باہر تھا چنانچہ یہ اِسْتِعانت (مدد مانگنے) کے لئے مدینے کے تاجدار، دوعالَم کے مالِک و مختار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دربارِ گوہر بار میں حاضِر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سِوا کسی کے معبود نہ ہونے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہونے کی گواہی دے کر اسلام قبول کر لیا ہے۔ میں سردارِ قوم حارِث بن

ابو ضِرَار کی بیٹی بَرّہ ہوں۔ ہمیں جو مُعَاملہ درپیش آیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا عِلْم ہے۔ تقسیم غنیمت میں، میں حضرتِ ثابِت بن قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ان کے ایک چچازاد بھائی کے حصّے میں آئی تھی پھر حضرتِ ثابِت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے چچازاد بھائی کو اپنے مدینے میں کھجوروں کے دَرَخْت دے کر مجھے خالص اپنی مِلک میں لے لیا اس کے بعد اس قدر کثیر مال کے عِوَض مجھے مُکَاتَبہ کیا کہ جسے ادا کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں لیکن میں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے پُراُمّید ہوں لہٰذا میرا بدلِ کِتَابَت ادا کرنے کے سلسلے میں میری اِعَانَت (مدد) فرمایئے...![1]

نِکاح کی پیشکش

حضرتِ سیِّدَتُنا بَرَّہ بنتِ حارِث رضی اللہ عنہا کی عرض و معروض سننے کے بعد نبیوں کے سلطان، رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرم بالائے کرم کرتے ہوئے فرمایا: وہ کام کیوں نہیں کرلیتی جو تمہارے لئے اس سے بہتر ہے۔ عرض کی: یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: میں تمہارا بدلِ کِتَابَت اَدا کرکے تم سے شادی کرلیتا ہوں؟ اس پر انہوں نے راضی خوشی اس پیش کش کو قبول کرتے ہوئے عرض کیا: میں یہ ضرور کروں گی۔[2]

غُلامی سے نجات اور نِکاح

ان کی رِضا مَعْلُوم کرنے کے بعد شہنشاہِ ابرار، محبوبِ ربِّ غفّار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ ثابِت بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بُلا کر ان سے حضرتِ بَرَّہ رضی اللہ عنہا کو طلب فرمایا۔ حضرتِ ثابِت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان ہوں، یہ آپ ہی کی ہے۔ لیکن پیارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سخی وفیاض طبیعت نے بِلا عِوَض لینا گوارا نہ کیا، چنانچہ مروی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا تمام بدلِ کِتَابَت ادا کیا اور پھر آزاد فرما کر اپنے نِکاح میں لے لیا۔ حُضُورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نِکاح کے وَقْت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مُبارَک 20 سال تھی۔ (1)

بَرَّہ سے جُوَیرِیہ

سرکارِ عالی وقار، محبوبِ ربِّ غفّار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "بَرَّہ" نام رکھنے کو ناپسند فرماتے تھے اور اگر کسی کا یہ نام ہوتا تو تبدیل فرما دیتے اس لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا نام بھی تبدیل فرما دیا اور رِوَایَت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا نام تبدیل فرما کر جُوَیْرِیہ (جُ-وَیْ-رِیْ-یَہ) رکھا۔

نِکاح کی خیر وبرکت

حُضُور رِسالَت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حضرتِ جُوَیْرِیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نِکاح فرمانے کی خبر جب صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کو پہنچی تو ان شمعِ نبوت کے پروانوں کو یہ بات گوارانہ ہوئی کہ جس قبیلے میں سردارِ دوجہان، محبوبِ رحمٰن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نِکاح فرمائیں اس قبیلے کا کوئی فرد ان کی غُلامی میں رہے چنانچہ ان کے پاس جتنے لونڈی غُلام تھے سب کو یہ کہہ کر آزاد کر دیا کہ یہ ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَصہَار (سسرالی رشتے دار) ہیں۔ (2) چونکہ اس نِکاح کی برکت سے خاندانِ بنی مُصطَلق کے بہت سے اَفْرَاد نے غُلامی کی زِنْدَگی سے نجات پائی اس لئے اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ عنہا اسے بہت زیادہ خیر وبَرَکت والا نِکاح قرار دیتے ہوئے فرماتی ہیں: ”فَمَا رَاَیْنَا اِمْرَاَۃً کَانَتْ اَعْظَمَ بَرَکَۃً عَلٰی قَوْمِهَا مِنْهَا قوم پر خیر وبَرَکت لانے والی کوئی عورت ہم نے حضرتِ جُوَیْرِیہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر نہیں دیکھی۔ (3)

سفرِ آخِرَت

اسلام لاکر رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجیت میں آنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا شب وروز اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

اِطاعَت وفرمانبرداری کرتے ہوئے زندگی بسر کرتی رہیں اور پھر سرکارِ اقدس ﷺ کے دنیاسے ظاہِری پردہ فرمانے کے کم وبیش 40سال بعد ربیع الاوّل 50ھ میں 65برس کی عمرپاکر سفر آخرت کو روانہ ہوئیں، مروان بن حکم جو اس وَقت مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کا حاکِم تھا اس نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور جَنَّتُ الْبَقِیْع میں آپ رضی اللہ عنہا کا مزارِ اقدس بنا۔ (1) اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر کروڑہا کروڑ رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائے اور ان کے صدقے ہم گنہگاروں کی مغفرت فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن ﷺ

حضرت اُمِّ حَبِیبہ رضی اللہ عنہا

حبشہ کی طرح ہجرت کرنے والوں میں ایک حضرت ام حبیبہ اور ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش بھی تھے۔ لیکن بد قسمتی سے عبید اللہ بن جحش مرتد ہوکر عیسائی ہوگیا۔ اور شراب کے نشے میں مست ہوکر مر گیا۔

آپ حبشہ ہی میں تھیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ کے حکم سے ان کو نکاح کا پیغام بھیجا اور نجاشی بادشاہ نے آپ کا نکاح حضور اکرم ﷺ سے کردیا۔

سفرِ آخرت

آپ رضی اللہ عنہا نے تقریباً چار ۴ برس تک آفتابِ رِسَالت، ماہتابِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رفاقت وہمراہی میں رہنے کی سَعَادت حاصِل کی پھر زمانے پر قیامت سے پہلے ایک قیامت آئی کہ پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا سے ظاہِری پردہ فرماگئے۔ اس قیامت خیز سَانِحے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کم و بیش 34 برس تک حیات رہیں۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا امیر مُعَاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دَورِ حکومت میں 44 ہجری کو اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا۔[2] اللہ رَبُّ الْعِزّت کی آپ رضی اللہ عنہا پر کروڑوں رحمتوں اور بَرَکتوں کا نُزُول ہو اور آپ کے صدقے ہماری بے حِسَاب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت صَفِیَّہ رضی اللہ عنہا

سات ۷ ہجری کا واقعہ ہے جب یہودیوں نے انتقام کی آگ بجھانے کے لئے مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ زَادَہَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا پر حملہ کرکے مسلمانوں کو تہس نہس کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس مقصد کے لئے عرب کے ایک بہت ہی طاقت ور اور جنگ جُو قبیلے غطفان کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ جب رسولِ خُدا، احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خبر ہوئی کہ خیبر[1] کے یہودی قبیلہ غطفان کو ساتھ لے کر مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو ان کی اس چڑھائی کو روکنے کے لئے سولہ سو

(1,600) صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا لشکر ساتھ لے کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خیبر روانہ ہوئے، رات کے وَقْت خیبر کی حُدود میں پہنچے اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد شہر میں داخِل ہوئے، کئی روز کی جنگ کے بعد بالآخر اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ (2)

جب خیبر کے قیدیوں کو جمع کیا گیا تو حضرتِ سیِّدُنا دحیہ کلبی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پیارے آقا، دو عالَم کے داتا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضِر ہو کر عرض کیا: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان میں سے ایک باندی مجھے عنایت فرما دیجیے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِنہیں اختیار دیتے ہوئے فرمایا: خود جا کر کوئی باندی لے لو۔ انہوں نے صفیہ بنتِ حیی کو لے لیا۔ (1)

صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی عَرض و مَعروض

صفیہ بنتِ حیی قبیلہ بنی نَضِیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں اور ان کی والِدہ قبیلہ بنی قریظہ کے سردار کی بیٹی تھیں اس لحاظ سے انہیں دونوں قبیلوں کی رئیسہ ہونے کا اعزاز حاصِل تھا، نیز یہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ایک پیارے نبی حضرتِ سیِّدُنا ہارون عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد میں سے تھیں اور نہایت حسین و جمیل بھی تھیں۔ کہا گیا ہے کہ یہ عورتوں میں سب سے زیادہ

روشن وچمک دار رنگت والی تھیں۔ اس لئے جب حضرتِ سیّدُنا دحیہ کلبی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اِنہیں منتخب کیا تو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے دل میں خیال گزرا کہ اس قدر کثیر شرف وکرامات کی حامِل خاتون حُضُورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں ہی ہونی چاہئے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان تمام اَوصاف بلکہ ہر اچھی صفت میں سب سے کامِل واَکمل تر ہیں، چنانچِہ ایک شخص دربارِ رسالت میں حاضِر ہو کر عرض گزار ہوئے: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ نے قبیلہ بنی قُریظہ اور بنی نَضِیر کی رئیسہ صفیہ بنتِ حیی، حضرتِ دحیہ کلبی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دے دی ہیں، وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سِوا کسی اور کے لائق نہیں۔

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ دحیہ کلبی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عام باندیوں میں سے کسی کے لینے کا اختیار دیا تھا لیکن جب انہوں نے حسب ونسب اور حسن وجمال کے اعتبار سے سب سے نفیس باندی کو لیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کئی حکمتوں کے پیشِ نظر صفیہ کو ان سے واپس طلب فرمانے کا ارادہ کیا تاکہ یہ سارے لشکر پر ممتاز نہ ہوں کیونکہ لشکر میں ان سے افضل صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی موجود تھے، چنانچِہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے فرمایا کہ دحیہ کو صفیہ کے ساتھ بُلا لاؤ۔ جب وہ دربارِ رِسَالت میں حاضِر ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نے ان سے فرمایا کہ صفیہ کے عِلاوہ کسی اور باندی کو منتخب کر لو۔ (1)

سرکارِ عالی وقار، محبوبِ ربِّ غفّار صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنہیں دو ۲ باتوں کا اختیار دیا کہ یا تو انہیں آزاد کر دیا جائے اور یہ اپنے گھر والوں کے پاس چلی جائیں یا پھر یہ اِسْلام قبول کر لیں تو حُضُور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے لئے خاص فرمالیں۔ اس پر انہوں نے کہا: ''اَخْتَارُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرتی ہوں۔ (1) اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے نِکاح فرمالیا۔ (2) اس وَقْت ان کی عمر 17 سال کے قریب تھی۔ (3)

سَفَرِ آخِرت

زمانے کو اپنے عِلْم و تقویٰ اور زُہد وعِبادت کے نُور سے جگمگاتے ہوئے بالآخر رَمَضَانُ الْمُبَارَک کے مہینے میں بقولِ صحیح 50 ہجری کو آپ رضی اللہ عنہا نے اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا، یہ حضرتِ سیِّدُنا امیر مُعَاوِیَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا دورِ حکومت تھا۔ بوقتِ وفات عمر مُبَارَک 60 برس تھی۔ مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کے مشہور قبرستان جَنَّتُ الْبَقِیْع میں آپ رضی اللہ عنہا کو دفن کیا گیا۔ (1) اللہ عَزَّوَجَلَّ، آپ رضی اللہ عنہا کی تُرْبَتِ مُبارَک پر کروڑہا کروڑ رحمتیں اور برکتیں نازِل فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مَیْمُونہ رضی اللہ عنہا

حضرتِ میمونہ رضی اللہ عنہا کو پیغامِ نِکاح

ایک رِوَایَت کے مُطَابِق جب سرورِ دوعالَم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَاْجَج[1] کے مقام پر پہنچے تو یہاں سے حضرتِ جعفر بن ابو طالِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حضرتِ میمونہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا تاکہ وہ اِنہیں سرکارِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نِکاح کا پیغام دیں۔[2] مروی ہے کہ جس وَقْت اِنہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے نِکاح کا پیغام پہنچا اُس وَقْت یہ اُونٹ پر سوار تھیں، یہ جاں اَفْرَوز خبر پاکر خود کو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ہبہ کرتے ہوئے کہنے لگیں: "اَلْبَعِیْرُ وَمَا عَلَیْہِ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ اُونٹ اور جو اس پر ہے خُدا عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہے۔"[3] اس پر اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نے یہ آیتِ مُبارکہ نازِل فرمائی:[4]

وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ (پ۲۲، الاحزاب:۵۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نِکاح میں لانا چاہے یہ خاص تمہارے لئے ہے اُمّت کے لئے نہیں۔

سفرِ آخِرَت

زمانہ ایک عرصے تک آپ رضی اللہ عنہا کے عِلْم و عمل، زُہد و عِبَادت اور تقویٰ و پرہیز گاری کے نور سے چمکتا دمکتا رہا بالآخر وہ وَقْت قریب آیا جس میں آپ نے اس دنیائے فانی سے کوچ کرنا تھا، اس وَقْت آپ رضی اللہ عنہا مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً میں تھیں، رِوَایَت میں ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہا کے مرضِ وفات نے شدت اختیار کی تو فرمانے لگیں: مجھے مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً سے باہر لے جاؤ کیونکہ میرے سر تاج، صاحِبِ مِعْرَاج صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے بتایا ہے کہ میرا انتقال مکہ میں نہیں ہو گا۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہا کو مکہ شریف سے باہر مقامِ سرف میں اُس دَرَخت کے پاس لایا گیا جس کے نیچے ایک خیمے میں رسولِ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رَسْمِ عَرُوْسی ادا فرمائی تھی تو آپ کا انتقال ہو گیا۔ (1)

سالِ وفات

صحیح قول کے مُطَابِق 51 ہجری کو آپ رضی اللہ عنہا نے پیکِ اَجَل کو لبیک کہا اور اپنے آخرت کے سفر کا آغاز فرمایا۔ (2) یہ حضرتِ سیِّدُنا امیر مُعَاوِیَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا دورِ حکومت تھا۔ عَظِیْم صحابِیِ رسول حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن

عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور پھر قبر میں بھی اُترے۔

اللہ کریم ہمیں رسولِ کریم ﷺ کی محبت میں جینا مرنا نصیب فرمائے اور قرآن کریم کی تلاوت عشق رسول میں ڈوب کر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

راشد علی عطاری مدنی
ڈائریکٹر: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ انٹر نیشنل
(برانچز: پاکستان، انگلینڈ، ہندوستان)
https://wa.me/923208324094

کتاب کے ساتھ ملنے والے 50 تحقیقی کورسز کی فہرست

(1). مصنف و محقق بننے والوں کے لیے سیکھنے کی 56 اہم باتیں

(2). اصناف واسالیب تحریر کورس

(3). لکھنے سے پہلے سیکھنے والے 20 اہم کام

(4). مضمون نویسی و تخریج کورس

(5). مائیکروسافٹ ورڈ کورس (کمپوزنگ سے پرنٹنگ تک تمام مراحل)

(6). المکتبۃ الشاملۃ (کمپیوٹر اینڈ موبائل، مکمل انسٹالیشن واستعمال)

(7). ”المکتبۃ الشاملۃ سے تحریر و تصنیف کے آئیڈیاز“

(8). ”تحریر و تصنیف کی منصوبہ بندی“

(9). فن تخریج حدیث (حدیث تلاش کرنے کے 12 پروفیشنل طریقے)

(10). تحریر و تصنیف میں معاون ٹیکنالوجی کورس

(11). سیرت نگاری کے میدانات ورجحانات اور سیرت کے 600 عنوانات مع خاکہ

(12). اربعین نویسی کورس (150 سے زائد اربعینات مرتب کرنے کا آسان طریقہ)

(13). کتابوں، پی ڈی ایف، مخطوطہ جات اور یونیکوڈ کی تلاش

(14). فن حاشیہ نگاری و تحقیق و تخریج کورس (ایک کتاب کی تخریج کا پریکٹیکل)

(15). مقالہ نگاری کورس (انتخابِ عنوان سے تکمیل مقالہ تک کی تفصیلی تربیت)

(16). تیس روزہ فہم و تدبر قرآن پریکٹیکل کورس

(17). فہم و تدبر حدیث کورس

(18). فنّ اشاریہ سازی کورس مع اشاریہ بنانے کی تفصیلی تربیت

(19). تحقیق و تصنیف میں معاون ضروری انسٹالیشن

(20). اہل مدارس کی مستقبل کی پلاننگ

(21). درسِ قرآن کیسے اور کہاں سے دیں؟ 13 طریقے مع مواد

(22). فنّ تخلیق موضوع

(23). مضمون / کتاب کیسے لکھیں؟

(24). فنّ کتابیات

(25). مختلف علوم و فنون میں کتابیں لکھنے کے منصوبے

(26). علمی و تکنیکی نشست

(27). مقالات و مضامین کی خاکہ سازی (ابواب و فصول بنانا)

(28). مصادرِ علومِ اسلامیہ

(29). علومِ اسلامیہ میں مضمون نگاری

(30). ”مطالعہ“ کے مفید طریقے اور اہداف مع تحقیقی منصوبے

(31). بلاگنگ اینڈ آرٹیکل رائٹنگ کورس

(32). موبائل میں تحقیق و تصنیف کیسے کریں؟

(33). موسوعات و انسائیکلوپیڈیاز، تعارف اور بنانے کے طریقے

(34). تحریری کاموں پر فری مشاورتی نشست

(35). رائٹنگ پلاننگ کورس

(36). مادر علمی سے رخصتی اور ہمارے اہداف

(37). فن اختصار سازی اور اس کے 125 اہم منصوبے مع پریکٹیکل ٹریننگ

(38). مادر علمی سے رخصتی اور ہمارے اہداف

(39). درسِ سیرت کیسے دیں؟ مع سیرت نگاری وقت کی اہم ضرورت

(40). فقہ حنفی تعارف و دفاعِ امامِ اعظم (موسوعات، کتابیات اور اہم منصوبے)

(41). مبادیاتِ سیرت مع سیرت نگاری کا آغاز وارتقاء

(42). ”مصادر سیرت کورس“

(43). ”فن تخلیق عنوانات سیرت کورس“

(44). ”عقیدہ ختم نبوت اور تحقیقی منصوبے“

(45). ”مطالعہ سیرت کے لیے معاون کتب“

(46). ”کتابیات سیرت کورس“

(47). ”مقاصد تصانیف مع 1521 مجوزہ عنواناتِ سیرت“

(48). ”کتب و مقالاتِ سیرت کا حصول“

(49). ”تحقیق و تصنیف کیسے سیکھیں؟“

(50). ”مناہج تحقیق کی آسان تفہیم“